مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ مع اہل دریا کے کنارے بھیرو چیچی تشریف رکھتے ہیں۔ ڈاک روزانہ آتی جاتی ہے

جناب مفتی محمد صادق صاحب لاہور گئے۔ لاہور سے اب دہلی تشریف لے گئے ہیں۔

چودہری ظفر اللہ خان صاحب سیالکوٹ سے۔ غلام محمد صاحب مخدوم پور سے۔ حکیم محمد عمر صاحب تلمبہ ضلع ملتان سے۔ شیخ یوسف علی صاحب مین پوری سے۔ جناب خان صاحب منشی فرزند علی صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی سے۔ صوفی نبی بخش صاحب بٹالہ سے وارد قادیان ہوئے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جو لاہور گئے ہوئے تھے۔ واپس تشریف لائے۔

مولوی مبارک علی صاحب مبلغ برلن سے واپس قادیان تشریف لائیں گے۔

نظم

شگوفہ بہار

عزیز القدر میاں عبد الوہاب بن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے یہ چند اشعار بذوق شوق پڑھے جائینگے۔

ہمیں تو روز ہی فضل خدا سے عید ہوتی ہے ۔۔۔ ہمیشہ کوچۂ جاناں میں ان کی دید ہوتی ہے

پڑے رہتے ہیں ہم مخمور ہو کر ان کے قدموں میں ۔۔۔ کہاں کی عید۔ کیسی عید۔ کس کی عید ہوتی ہے

وہی کل کو کہے گا غیر جو ہم آج کہتے ہیں ۔۔۔ ہمیشہ ابتدا میں صدق کی تردید ہوتی ہے

برا ہو بدگمانی کا الٰہی کیا زمانہ ہے ۔۔۔ کہ اک اک بات پر سو سو طرح تنقید ہوتی ہے

ہمیشہ دشمن ناکام و خاسر منہ کی کھاتا ہے ۔۔۔ ہماری فضل مولا سے مگر تائید ہوتی ہے

مسلمانوں کی حالت یا الٰہی سخت ابتر ہے ۔۔۔ کبھی تو یاس ہوتی ہے کبھی امید ہوتی ہے

خلافت یا امامت کس طرح پیغام پا لیتا ۔۔۔ کہ ہر اک بات انکی فضل کی تقلید ہوتی ہے

ہراساں کیوں ہو مومن موت کے آنے سے اے غافل ۔۔۔ کہ اس کی موت وصل یار کی تمہید ہوتی ہے

حکومت کابل کے سفاکانہ فعل پر احتجاج

وزیر خارجہ کابل کے نام تار

اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ دو اور احمدی حکومت افغانستان کے حکم سے سنگسار کر دیئے گئے ہیں۔ اور تیس آدمی زیر حراست ہیں۔ جو کہ اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حکومت افغانستان باغیوں اور رطانوں کے خوش کرنے کے لئے ان مظالم کو روا کر رہی ہے۔ لیکن یاد رہے۔ کہ تمام مہذب دنیا حکومت افغانستان کے اس وحشیانہ فعل کو کہ اس نے دو اس پُر امن سلسلہ کے آدمیوں کو سنگسار کیا ہے۔ نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ حکومت کابل کو خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اور اسے ایسے ظالمانہ اور وحشیانہ افعال سے رکنا چاہیئے۔ اگر حکومت افغانستان احمدیوں کا وہاں رہنا پسند نہیں کرتی۔ تو ان کو امن کے ساتھ ملک کے چھوڑنے کی اجازت دلائی جاوے۔ نہ کہ تلاش کر کر کے ان کو موت کے گھاٹ اتارا جائے۔

حضور وائسرائے ہند کے نام تار

جناب کو مولوی نعمت اللہ صاحب کا واقعہ تو معلوم ہی ہے۔ جب آپ کو سنگسار کیا گیا ہے۔ اس وقت میں لنڈن میں تھا۔ اور میں نے وہاں سے آپ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اب تازہ خبر ہے۔ کہ دس فروری کو دو اور احمدی تاجر محض احمدیت کی وجہ سے کابل میں سنگسار کئے گئے ہیں۔ اگر حکومت ہند نعمت اللہ صاحب شہید کی شہادت کے موقع پر اس ذمہ واری کو ادا کرتی جو ہر انسان پر ایسے موقع پر عائد ہوتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان ظالمانہ افعال کی تکرار نہ ہوتی۔ بے شک کابل گورنمنٹ کا یہ فعل اندرونی انتظام سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ یورپین حکومتوں نے اس قسم کے اندرونی امور کے خلاف جو انسانیت کے خلاف تھے احتجاج کیا ہے۔ جب میں لنڈن میں تھا۔ تو مجھے سکرٹری آف سٹیٹ کی طرف سے اطلاع ملی تھی کہ گورنمنٹ برطانیہ انفرادی طور پر اس معاملہ کے خلاف پروٹسٹ کرے گی۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ اس وعدہ کے مطابق کیا کارروائی کی گئی ہے۔ مگر بہر حال یہ تازہ واقعہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ یا کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ یا اس کا کابل گورنمنٹ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ پس میں ایک دفعہ پھر آپ سے انسانیت کے نام پر اپیل کرتا ہوں۔ کہ اس ظالمانہ خلاف انسانیت فعل کے خلاف کوئی موثر کارروائی کریں۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جب ایک حصہ دنیا میں ایسے صریح ظالمانہ فعل ایک حکومت کی طرف سے ہو رہے ہوں دوسرے لوگ جو طاقت رکھتے ہوں۔ کس طرح بلا اس کے کہ ان کے دور کرنے کی کوشش کریں آرام کی نیند سو سکتے ہیں۔ اگر دنیا کا یہی رویہ ہے۔ تو امن انصاف اور عدل کبھی بھی دنیا میں قائم نہیں ہو سکے گا۔

آل انڈیا نیشنل کانگرس کے پریذیڈنٹ کے نام تار

مولوی نعمت اللہ صاحب کابلی جن کو اکتیس اگست کو کابل کی گورنمنٹ نے محض مذہب کی وجہ سے سنگسار کرایا تھا۔ ابھی ان کا غم تازہ ہی تھا۔ کہ جیسا کہ تازہ تاروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کابل میں دو اور احمدی تاجر دس فروری کو محض احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار کر دیئے گئے ہیں۔ یہ خلاف انسانیت فعل سنگساری کا محض مذہبی اختلاف کی بنا پر ایسا بھیانک۔ ایسا ظالمانہ اور ایسا مکروہ ہے۔ کہ اگر اس روحانی تعلق کو جو مجھے ان لوگوں سے ہے۔ جن کو اس خلاف انسانیت فعل کا شکار بنایا گیا ہے نظر انداز بھی کر دوں۔ تب بھی میرا دل اس کے خیال سے کانپ جاتا ہے۔ میرے نزدیک اس خلاف انسانیت فعل کے ذمہ وار صرف حکام کابل یا وہ ہندوستان کے مولوی نہیں ہیں۔ جنہوں نے مولوی نعمت اللہ صاحب کی شہادت پر کابل گورنمنٹ کے فعل کو سراہا تھا۔ بلکہ ہندوستان کے دوسرے مذہبی لیڈر بھی ہیں۔ جنہوں نے پچھلے اجلاس کانگرس پر نعمت اللہ صاحب کی شہادت کے ظالمانہ فعل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے انسانی فعل کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔ اگر کابل کی حکومت اس امر کو اچھی طرح محسوس کر لیتی۔ کہ باقی دنیا اس کے اس ظالمانہ فعل کو انتہائی درجہ کی نفرت سے دیکھتی ہے۔ تو وہ یقیناً دوبارہ اس قسم کے کام کرنے کی جرأت نہ کرتی۔ مگر اس نے اس امر کو دیکھ کر کہ مذہبی اختلاف لوگوں کو ایسا اندھا کر سکتا ہے۔ اور قلیل التعداد ہونے کا جرم بالکل ناقابل معافی ہے۔ یہ سمجھ لیا۔ کہ احمدیوں کے ساتھ جو کچھ بھی سلوک کیا جائے وہ جائز اور درست ہے۔ اور اس سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ان کا یہ ظالمانہ فعل ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ہم سنگساریوں سے ڈرتے نہیں کابل گورنمنٹ دیکھ لے گی۔ کہ اس کی یہ سنگساریاں ہمارے قدم کو اور بھی آگے بڑھائیں گی۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ وہ صداقت جسے لے کر ہم کھڑے ہوئے ہیں افغانستان میں پھیل کر رہے گی۔ مگر میرے نزدیک وہ لیڈر خواہ سیاسی ہوں یا مذہبی جو اس موقع پر اپنی پوری طاقت ان ظالمانہ افعال کے روکنے کے خلاف خرچ نہیں کرتے۔ وہ دنیا کے امن اور صلح کے قیام کو پیچھے ڈال رہے ہیں۔ ایسے واقعات جب تک دنیا سے مٹائے نہ جائیں کوئی صلح نہیں ہو سکتی۔ ظلم اور صلح ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ پس میں آپ کو اس فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ ورنہ میں اور میری سب جماعت اس یقین کے ساتھ کہ آخر ہم ہی جیت کر رہیں گے اس راستہ پر چلنے کے لئے جس پر ہمارے یہ بھائی گئے ہیں بالکل تیار ہیں۔ اور یقیناً خدا کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی۔

اخبار احمدیہ

تلاش لوئی

مولوی فتح علی صاحب احمدی دوالمیال کی لوئی سنگترہ رنگ چوطرفہ سیاہ لکیر امرتسر گاڑی تبدیل کرنے وقت رہ گئی کسی احمدی بھائی کو ملی ہو۔ تو پارسل وی پی کریں۔ خالصہ ہائی سکول چکوال۔ والسلام

اعلان نکاح

محمد بشیر پسر صالح محمد ذات سیال سرگانہ متوطن باگڑ حال پٹواری مخدوم پور پہوڑاں ضلع ملتان کا نکاح نذیر بیگم بنت حکیم محمد صالح صاحب مرحوم ذات سیال ماہنی ساکن سانگلہ سے بعوض مبلغ پانچ سو روپیہ حق مہر بمقام چھور جناب حافظ محمد الدین صاحب نے بتاریخ ۱۳ر فروری ۱۹۲۵ء پڑھا۔ اور ساتھ ہی رخصتانہ بھی ہو گیا۔ مبلغ (صہ) پانچ روپے الفضل کے شادی فنڈ میں ارسال ہیں۔

وفات

خان بہادر جناب منشی محمد عبد الحق صاحب سپیشل مجسٹریٹ پیلی بھیت ۱۵ر فروری حرکت قلب بند ہو جانے سے اچانک فوت ہو گئے۔

مرحوم بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ بڑھاپے میں باوجود جلال احمدیت کو قبول کیا۔ اور لومۃ لائم کی پرواہ نہ کی۔ آپ کو الفضل سے بڑی محبت تھی۔ اس کے لئے بارہا دس دس غیر احمدی خریدار مہیا کئے اور ساتھ ہی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیج دی۔ سلسلہ کے کاموں میں بہت حصہ لیتے تھے۔ ہمیں جناب ڈپٹی محمد آصف صاحب و سید مختار احمد صاحب و دیگر متعلقین سے اس صدمہ میں ہمدردی ہے۔ اللھم اغفرلہ واکرم نزلہ۔

رشتہ کی ضرورت

ایک احمدی نوجوان بارو زگار قوم مغل کے لئے رشتہ درکار ہے۔ مجھ سے خط و کتابت۔ الکس قادیان۔

درخواستہائے دعا

(۱) مولا کریم شریروں کے شر سے بچائے تنگ کر رکھا ہے (محمد مراد علی جھنگ آباد) (۲) خاکسار کی اہلیہ مرض جلکہ میں گرفتار ہے۔ اور لڑکی کو چیچک نکل آئی ہے دعا صحت (والد وفی حسن خان شاہجہانپوری) (۳) خاکسار کی بیوی عرصہ ۵ ماہ سے بخار کھانسی سے بیمار ہے دعا صحت (حسین بخش پٹواری نواں لاہور) (۴) برادر محمد نور الدین ساکن گوبیکی ضلع گجرات کی صحت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۴ر فروری ۱۹۲۵ء

تاریخ اپنے واقعات کو دُہراتی ہے
حکومتِ کابل فرعونی مظالم سے سبقت لے گئی

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے :- وحرام علیٰ قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون کہ کوئی بستی بھی جس کو ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ اسکے رہنے والے دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے۔ یہاں تک کہ یاجوج و ماجوج کی ترقی کا دروازہ کھولا جائے۔ اور وہ ہر ایک بلندی پر دوڑنے لگ جائیں۔ قرآن کریم کی نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ رجوع موتیٰ تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ روح مع الجسم کوئی فوت شدہ دوبارہ دنیا میں آ جائے۔ دوسرے یہ کہ روح کسی دوسرے جسم میں حلول کر کے اس دنیا میں دوبارہ آجائے۔ جیسا کہ تناسخ والوں کا عقیدہ ہے۔ تیسری قسم رجوع موتیٰ کی یہ ہے۔ کہ فوت شدہ شخص کی خو بو پر کوئی دوسرا انسان دنیا میں پیدا کیا جائے اور اس رجوع کا نام بروز ہے۔ سو پہلی دو صورتیں تو قرآن کریم کی رو سے بالکل ممنوع ہیں۔ ہاں تیسری صورت بروز کی ممنوع نہیں۔ اور اسی لحاظ سے آیت مندرجہ بالا میں ہلاک شدہ قوموں کے رجوع کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ اور زمانہ کی بھی تعیین کر دی۔ کہ وہ زمانہ یاجوج ماجوج کی ترقی اور عروج کا زمانہ ہو گا۔ یاجوج ماجوج کے عروج کے حاصل کر لینے میں تو کوئی شک ہی نہیں رہا۔ کہ یہ قومیں اب آسمان پر بھی حملے کر رہی ہیں۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ پیشگوئی کے مطابق گذشتہ ہلاک شدہ قوموں کی خو بو پر اور ان سب کے قائمقام لوگ بھی اس زمانہ میں پیدا ہو جاتے۔ سو ہلاک شدہ قوموں میں سے مشہور و معروف فرعون اور اس کی قوم بھی ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرعون کا یہ قانون تھا کہ جو شخص اس کے مذہب سے پھر جائے۔ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں۔ اس کو صلیب پر لٹکایا جاوے۔ تا وہ نہایت دکھ کے ساتھ جان دے۔ جیسا کہ ساحروں کے اسلام قبول کر لینے پر اس نے لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ثم لاصلبنکم کا حکم سنایا۔ اسی طرح اس کا یہ قانون تھا۔ کہ اگر کوئی دوسرا کسی کو اس کے مذہب سے پھیرنے کی کوشش کرے۔ تو اس کو قتل اور سنگسار کر دیا جائے۔ جیسا کہ وہ حضرت موسیٰ کے متعلق کہتا ہے ذرونی اقتل موسیٰ .... انی اخاف ان یبدل دینکم۔ مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں تمہارے دین کو نہ بدل ڈالے۔ فرعون کے اس قتل کی دھمکی کی تشریح حضرت موسیٰ کے بیان سے ہو جاتی ہے کہ فرعون ان کو کس طرح قتل کرنا چاہتا تھا۔ حضرت موسیٰ دعا فرماتے ہیں :- انی عذت بربی وربکم ان ترجمون کہ میں تو اپنے رب کی پناہ میں آچکا ہوں۔ اس لئے تم مجھے سنگسار نہیں کر سکتے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ کو اس کے دین سے مرتد کرنے کے الزام میں سنگ ساری کے طریق پر قتل کرنے کا حکم دیا تھا مگر اولوالعزم انبیاء ایسی موت سے بچائے جاتے ہیں۔ فرعون کے علاوہ دیگر مشرکین حکومتوں کا بھی یہ قانون رہا ہے۔ جیسا کہ اصحاب کہف کے ذکر میں آتا ہے۔ انھم ان یظھروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتھم۔ اگر مشرکین نے تم پر اطلاع پائی۔ تو وہ تم کو پتھراؤ کر ڈالیں گے۔ یا اپنے مذہب میں تم کو واپس لوٹا لینگے۔ غرض تبدیلی مذہب پر قتل اور سنگ ساری کی سزا دینا فرعون اور اس کے ہمخیال حکومتوں کا ہی قانون رہا ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے تو اول المرتدین ابلیس اور اس کی ذریت کو بھی مہلت دے رکھی ہے۔ بلکہ واستفزز من استطعت کے مطابق اسے اپنے خیالات کی تبلیغ اور اشاعت کی بھی اجازت دے رکھی ہے۔ صرف اس لئے کہ عقائد اور حقوق اللہ کے متعلق جزا و سزا خدا نے اس دنیا میں نہیں رکھی۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اسلئے جہاں آپ کی امت کے اولیاء و ابدال بھی پہلے انبیاء کے برابر شان رکھتے ہیں۔ وہاں لتتبعن سنن من قبلکم کے ماتحت ضروری تھا۔ کہ اس امت کا ایک حصہ فرعون اور اسکی قوم کی خو بو سے وافر حصہ لیتا۔ بلکہ ایک قدم ان سے بھی آگے رہتا۔ فرعون اور اسکی قوم اگر بنی اسرائیل کے ابناء قوم کو ظلم کی راہ سے قتل کرتے تھے۔ تو آج نام نہاد مسلمان حکومت کابل بھی احمدیوں کے ساتھ یہی سلوک کر رہی ہے۔ بلکہ اس کا قدم فرعون سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ فرعون کا ظلم تو غیر قوم بنی اسرائیل پر تھا۔ لیکن اس نے اپنی قوم افغان و جو کہ در حقیقت بنی اسرائیل ہی ہیں کے افراد پر دست ظلم و تعدی نہایت بے رحمی کے ساتھ دراز کیا ہے۔ وہ قبطی فرعون تو ملزموں کو مہلت بھی دیتا تھا۔ اور عام مجلس اور دربار میں بحث مباحثہ بھی کرتا اور کراتا تھا۔ مگر اس حکومت کے فرعونیوں نے ظلم کی راہ سے اس طریق سے بھی پہلو تہی کی۔ تا کسی پر اصل حقیقت کا انکشاف نہ ہو جائے۔ لیس ضرور تھا کہ امت محمدیہ کے بنی اسرائیل پر بھی انہی میں سے فرعون اور اس کی قوم کی خو بو رکھنے والے مسلط ہوتے۔ اور نہایت ظلم کی راہ سے مارے اور قتل کئے جاتے۔ مگر جس طرح پہلی فرعونی حکومت اپنے اس سفاکانہ اور ظالمانہ رویہ سے ان راست باز بنی اسرائیل کو مٹا نہیں سکی۔ اسی طرح کابل کی موجودہ فرعونی حکومت بھی امت محمدیہ کے راست باز بنی اسرائیل (احمدیوں) کو مٹا نہیں سکے گی۔ بلکہ وہ خود اس کی پاداش میں اس حکومت سے کم تباہی کا منہ نہ دیکھے گی۔ اگر حکومت کابل نے راستی کو اختیار کرنے اور ظلم کو ترک کرنے میں کوتاہی کی۔ تو پھر وہ دیکھے گی۔ کہ فرعون تو دریا میں غرق ہوا۔ مگر اس کو خدا خشکی میں غرق کر کے اپنی قدرت کا نمونہ دکھلائے گا۔ اے کاش حکومت کابل و منتظر نفس ما قدمت لغد کے ماتحت آج ہی اپنے مستقبل کی فکر کرے۔ تا آنے والی تباہیوں سے وہ بچ جائے۔ اور یہی غالب امید ہے۔ کہ حضرت محمد صلعم کے نام لیوا اپنی اصلاح کر کے ہلاکت سے بچائے جائیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ مگر گذشتہ واقعات اور موجودہ حالات سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابھی ہماری جماعت کے بنی اسرائیل کی قربانیوں کا زمانہ ختم نہیں ہوا۔ بلکہ حکومت کابل کی طرف سے مظالم کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے گا۔ اور ہماری جماعت سے یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ بنی اسرائیل کی طرح کی کمزوری دکھلائیں۔ بلکہ احمدی جماعت کے بچوں اور عورتوں تک بھی انصاف اور امن کے قیام کے لئے اور خیالات اور ضمیر کی آزادی کے لئے اپنی جانیں دینے سے دریغ نہیں کرینگے۔ بلکہ راستی اور آزادی کے پودوں کو اپنے خون سے سینچیں گے۔ خدا تعالیٰ ضرور ایسے کوئی سامان پیدا کرے گا۔ اور مہذب دنیا اور آزادی کی خواہاں حکومتیں کبھی بھی تہذیب اور سنجیدگی اور آزادی کا اس طرح خون ہوتے دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتیں گو خدا کی قدرت نمائی کے اسباب کا ہم احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر گذشتہ راست بازوں اور انکی جماعتوں کی مظلومیت اور ظالموں کے ظلم اور ان کے اشد ترین جبر و اکراہ کے طریق پر نظر کرتے ہوئے۔ ہم یقین بھرے دل سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اب وہ وقت بہت قریب ہے۔

اخبارات پر سرسری نظر

اسلام کے خلاف ویش بھگت ساور کرجی زہر اگل رہے ہیں

تیج دہلی میں چھپا ہے:- شہاتما جی نے یوں کہا ہے بس یہ جانتا ہوں۔ کہ اسلام کا پرچار تلوار سے نہیں۔ فقیروں کے اپدیش سے ہوا ہے۔ تلوار نے صرف اسلام کی حفاظت کی ہے۔ اس بات کی مخالفت کرنا ضروری معلوم دیتا ہے۔ سلام کی الہامی کتاب قرآن کی جسے کچھ بھی خبر ہے۔ جس کا علم "ہسٹری آف اسلام" کی چکنی چپڑی باتوں پر نہیں ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی آدمی ایسا نہیں۔ جو اس بات کو نہ مانے کہ تلوار نے صرف اسلام کی حفاظت کی۔ بلکہ افریقہ ایشیا اور یوروپ میں اسلام کا پرچار کیسے ہوا۔ یہ تلوار کی خون سے رنگی ہوئی دھار سے لکھا ہوا ہے۔ محمود غزنوی نے جو سومناتھ وغیرہ کے مندر گرائے۔ کیا اسلام کی حفاظت کے لئے گرائے یا اس کے پرچار کے لئے۔ مسلمان تاریخدانوں نے اس بات کا تذکرہ کر کے اس کو دھرم پرچار کے نام سے موسوم کیا ہے یا نہیں جیتے ہوئے دیش کی لوٹ مسلمانوں میں اور جو مسلمان ہو جاویں۔ ان میں بانٹی جاوے۔ یہ اصول اسلام کے پرچار کے لئے تھا یا نہیں۔ علاءالدین خلجی نے جتنا ستایا وہ اسلام کے پرچار کے لئے تھا۔ کشمیر کے برہمن گورو تیغ بہادر کی ہائی دیتے ہوئے بچاؤ! بچاؤ! ہمیں تو مسلمان ہونا پڑتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے ان کی شرن میں آئے تھے یا نہیں۔ کیا وہ مسلمان فقیروں کے وعظ کے باوجود آئے تھے۔ گورو تیغ بہادر۔ بندا بیراگی سنبھاجی وغیرہ ہزاروں شہیدوں کے خون کی ندیاں بہ گئیں۔ مسلمان ہو یا مرو کی وجہ سے ہی تو نہیں۔ کیا مسلمان ہونے پر مجرم کی سزا موت معاف ہو جاتی تھی۔ اسلام کی حفاظت کے لئے تھا یا پرچار کے لئے بہادر سپوت نے اپنا دیش چھوڑ دیا۔ کیا انہیں اپنا دیش پیارا نہیں تھا یا مسلمانوں کے مظالم کے اثر سے چھوڑا۔ ٹیپو سلطان کے حملہ و لڑائی میں ٹراونکور کے ہزارہا ہندو دھرم بھرشٹ ہو گئے۔ وہ مسلمان فقیروں کے وعظ سے یا نوک شمشیر کی وجہ سے۔

ہندو ؤ یہ دھیان میں رکھو۔ کہ قرآن کی سینکڑوں آیتوں کے آدھار پر مسلمانوں کے لاکھوں مولوی دھرم پرچارک اور فوجی جرنیل آج تک فوجی طاقت اور تشدد اسلام کا پرچار کرتے چلے آئے ہیں "

کابل میں احمدیوں کی سنگساری

معزز معاصرین کی آراء

معزز ہم عصر تیج ۱۷ر فروری ۱۹۲۵ء کے پرچے میں لکھتا ہے

افغانستان میں دو اور احمدیوں کی سنگساری

پچھلے دنوں جب کابل میں قتل مرتد کے اسلامی عقیدے کے مطابق مولوی نعمت اللہ قادیانی کو حکومت افغانستان کے حکم سے نہایت بے دردانہ طریق پر سنگسار کیا گیا تھا تو اس کے خلاف ساری مہذب دنیا نے آواز بلند کی تھی اور قتل مرتد کے اسلامی عقیدہ کے خلاف عالمگیر اظہار ناراضگی کیا گیا تھا۔ جس سے نادم ہو کر برادران وطن کے ایک طبقہ نے گمراہ کن بیانات کو اشاعت دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ نعمت اللہ خاں کو اس کے قادیانی ہونے یا قادیانی عقائد کا مملکت افغانستان میں پرچار کرنے کی وجہ سے سنگسار نہیں کرایا گیا۔ بلکہ اس کا قصور یہ تھا۔ کہ اس نے سیاسیات افغانستان میں دخل دیا تھا۔ اس طبقہ کا خیال تھا۔ کہ اس طریق پر وہ مہذب دنیا کی اسلام کے بارے میں رائے تبدیل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جو قتل مرتد کے خوفناک عقیدے کی بدولت مولوی نعمت اللہ خاں کی سنگساری سے مہذب دنیا قائم کر چکی تھی۔ لیکن مثل مشہور ہے۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے چنانچہ کابل سے آمدہ تازہ ترین اطلاعات نے جن میں دو قادیانی دوکانداروں کی بے رحمانہ سنگساری کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ دنیا پر روشن کر دیا۔ کہ ان کی کوششیں صداقت پر مبنی نہیں تھیں۔ کیونکہ اگر اسلام میں قتل مرتد کا عقیدہ نہ ہوتا۔ اور حکومت افغانستان اس پر عمل نہ کرتی ہوتی۔ تو آج دو غریب قادیانی دوکانداروں پر اسی شرمناک عمل کو نہ دوہرایا جاتا۔ جس کے لئے وہ کسی قسم کا لطیفہ پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ دوکاندار قادیانی بیچارے تو احمدیت کی تبلیغ کا کام بھی شاید نہ کر سکیں۔ سیاسیات میں دخل دینا تو دور کی بات ہے۔

ہمارے خیال میں اس قدر قلیل عرصے کے بعد دو مزید احمدیوں کی سنگساری کے افسوسناک واقعہ نے دنیا پر یہ بات بخوبی روشن کر دی ہے۔ کہ اسلام میں ایک بڑا طبقہ ایسا موجود ہے۔ جو اس قسم کے بے رحمانہ و شرمناک قتل کو اسلامی شریعت کے مطابق سمجھتا ہے۔ اس لئے ہم اس حیثیت میں پڑتے ہوئے کہ قتل مرتد کا عقیدہ تعلیم الاسلام کے موافق ہے۔ یا مخالف ان لوگوں کو مشورہ دیتے ہیں۔ جو دل سے اسلامی مفاد کے خواہاں ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ دنیا اسلامی عقائد کے بارے میں کوئی بری رائے قائم نہ کرے۔ کہ ان کا فرض ہے کہ وہ بجائے اس قسم کے قتل کی حرکات کی پردہ پوشی کرنے کی کوشش کرنے کے علی الاعلان اس کی مذمت و مخالفت کریں۔ اور دنیا کو بتلائیں۔ کہ اس قسم کی وحشت انگیزی شعار اسلام نہیں۔ تا وقتیکہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ قتل مرتد کا خوفناک عقیدہ جاہل مسلمانوں کے دماغوں پر اس درجہ قابو پا جائیگا۔ کہ آئندہ ان ممالک کا امن یقیناً خطرہ میں آجائے گا۔ جہاں مسلمانوں کا ہی یہ فرض ہے۔ بلکہ دنیا بھر کے دیگر مذاہب کے لوگوں کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ دنیا کے چالیس کروڑ آدمیوں کے دماغوں کو ایک خوفناک عقیدہ کا غلام ہونے سے بچائیں کیونکہ اگر عقیدہ مذکور دنیا کے دیگر مذاہب کے حق تبلیغ کو چھینتا ہے۔ اور دیگر مذاہب کے لوگوں کی مذہبی آزادی کا خون کرتا ہے۔ تو قیام امن و امان کے بھی سراسر منافی ہے۔ پس ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے بیدار مغز برادران اس مرتبہ زیادہ جرات اور مردانگی سے کام لیں گے۔ اور دیوبند کے نام نہاد علماء کی طرف سے کفر کا فتویٰ صادر ہونے کا خوف نہ کرتے ہوئے بے دھڑک قتل مرتد کے خوفناک عقیدہ اور حکومت افغانستان کے افسوسناک طرز عمل کے خلاف آواز بلند کرینگے۔

ہماری پختہ رائے ہے۔ اگر نعمت اللہ خاں کی سنگساری پر حکومت افغانستان کو ہندوستان کے نام نہاد علماء کی طرف سے بجائے مبارکباد کے پیغامات بھیجنے کے اس کے خلاف اظہار ملامت کیا جاتا۔ تو بہت اغلب تھا۔ کہ اس قدر جلد دو اور قادیانیوں کی سنگساری کی نوبت نہ آتی۔ برادران وطن شاید ہم سے ناراض ہوں۔ لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس لحاظ سے ہم ایسے مسلمانوں کو ان دو قادیانیوں کی سنگساری کے لئے اخلاقی طور پر ذمہ وار سمجھتے ہیں۔ جو یہ محسوس کرتے ہوئے کہ مذہبی عقیدہ کی مخالفت کی وجہ سے کسی کو سنگسار کرانا ایک شرمناک و خلاف تہذیب حرکت ہے۔ اپنی پوری طاقت سے اس کی مخالفت نہیں کرتے ؛

دوستی کی تعریف کرتے ہوئے بعض اہل خیال حضرات نے کہا ہے کہ سچا دوست اور بہی خواہ وہی ہے۔ جو دوست کی خوبیوں کی ہی تعریف نہ کرے۔ بلکہ اس کی برائیوں کو بھی بلا جھجک اس پر ظاہر کر دے۔ اگر دوستی کی یہ تعریف ٹھیک ہے۔ تو کیا ہم مولانا محمد علی شوکت علی حکیم صاحب مولانا ابوالکلام آزاد و دیگر محترم مسلمان لیڈران سے توقع کر سکتے ہیں۔ کہ حکومت افغانستان کے سچے بہی خواہ ہونے کی حیثیت سے اس معاملہ میں قفل خاموشی توڑ

پیر جماعت علی شاہ صاحب کا مبلغ علم

اخبار اتحاد الاسلام امرتسر میں پیر صاحب موصوف کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے۔ اس میں جو آپ نے علمی کمال اور اپنی قرآن دانی کا نمونہ پیش کیا ہے۔ ہدیہ ناظرین الفضل کیا جاتا ہے آپ نے اپنی تقریر میں ایک تو اس امر پر زیادہ زور دیا ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی حد مقرر کرنا غلطی ہے۔ دوسرے حضرت نبی کریم صلعم کو بشر کہنا گمراہی ہے۔ تیسرے یہ کہ آنحضرت کا معراج جسمانی ہوا ہے۔

کیا آنحضرت لامحدود ہیں

آپ نے اس بات کے ثبوت میں کہ آنحضرت کی کوئی حد نہیں۔ ایک زبردست ثبوت یہ پیش کیا ہے۔ کہ آنحضرت نے معراج کی رات حضرت جبرئیل سے کہا۔ کہ اگر میں اپنی صورت تجھے دکھاؤں تو تو قیامت تک بیہوش رہے۔ اور یہ کہ آنحضرت نے جب اس کو اپنے ہمراہ آگے چلنے کو کہا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میری حد ختم ہو گئی ہے۔ جس کے جواب میں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اچھا تیری حد ختم ہو گئی ہے۔ مگر میرا اب پہلا قدم ہے (کوئی قرآنی آیت پیش نہیں کی)

آنحضرت صلعم کو بشر کہنا ضلالت ہے

اور اس بات کے ثبوت میں کہ آنحضرت کو بشر کہنا گمراہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ خدا تو کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ بشر تھے لیکن ہم نہیں کہہ سکتے۔ آپ نے مثال دی۔ کہ باپ تو اپنے بیٹے کو "او نور محمد" کہکر پکار سکتا ہے۔ لیکن بیٹا باپ کو اس طرح نہیں پکار سکتا۔ کہیں پیر صاحب نے اس ادب کی وجہ سے کلمہ شریف میں محمدؐ کا لفظ حذف نہ کر دیا ہو۔ اور جبرئیل بھی یا محمد کہنے میں شاید غلطی ہی کرتا رہا ہے۔ اور یہ کہ بشر کا تو سایہ ہوتا ہے۔ لیکن آنحضرت کا کوئی سایہ نہ تھا (اور کوئی آیت نہیں پڑھی)

معراج جسمانی کا ثبوت جرمن توپ کا گولہ

اور معراج جسمانی کے ثبوت میں آپ نے جرمنی کی توپ کا گولہ اور سورج کی ضخامت اور اس کی رفتار کو پیش کیا ہے۔ اور نیا علمی انکشاف جو آپ نے فرمایا ہے۔ کہ عبد کا لفظ جہاں بولا گیا ہے۔ وہاں جسم و روح سمیت مراد ہے۔ یہ وہ حقائق اور معارف ہیں جو پیر صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔

لامحدودیت کس کو زیبا ہے [illegible]

اصل میں کوئی بات بھی جب حد اعتدال سے نکل جاتی ہے۔ تو وہ مضحکہ خیز ہو کر عام نظروں سے اصلی حیثیت سے بھی گر جاتی ہے۔ اور اس کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔

پیر صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کو ملحوظ نہیں رکھا اور بعض صحیح باتوں کو بھی مشتبہ کر دیا ہے۔ اصل میں خدا تعالے نے انسان کے وجود کے دو حصے بنائے ہیں۔ ایک جسم اور دوسرا روح۔ جسم ایک محدود چیز ہے۔ اور جو چیز جسم کے اندر ہو گی۔ وہ بھی محدود ہی ہو گی۔ اس لئے ہم نہ تو کسی جسم کو غیر محدود کہہ سکتے ہیں۔ نہ کسی روح کو ہاں چونکہ خدا تعالے نے انسانی روح کو ابدالآباد ترقی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس کی روحانی ترقیات کی کوئی حد نہیں۔ کیونکہ اس کی حد بندی تبھی ہو سکتی ہے۔ کہ پہلے خدا تعالے کی ذات کی حد بندی کی جائے۔ پس جب اس کی ذات غیر محدود ہے۔ تو اس کی طرف ترقی کرنے کے مدارج بھی غیر محدود ہونے چاہئیں۔ سو اس روحانی مسابقت اور قرب الٰہی میں کوئی بھی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی برابری نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی اس کی حد بست ہو سکتی ہے کیونکہ خدا تعالے آپ کی شان میں فرماتا ہے وللآخرۃ خیر لک من الاولےٰ۔ تو جس کی ہر بعد میں آنے والی ساعت پہلی ساعت سے بڑھ کر ہو۔ اس کے قرب کی حد بندی کس طرح ہو سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ آنحضرت جو اس مسابقت میں تمام نبیوں سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔ ان کی شان تو بہت ارفع ہے۔ ایک مومن کی روحانی ترقی کی بھی کوئی حد بندی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کی حسنات صدقات جاریہ کے طور پر ہمیشہ اس کے مدارج کو بڑھاتی رہتی ہیں۔ اور جنت میں بھی ان کی ہر آنے والی ساعت پہلی ساعت سے ترقی پر ہو گی۔ پس جب ایک مومن کی ترقی کا دائرہ بھی محدود نہیں تو آنحضرت کی ترقی کا دائرہ کس طرح محدود ہو سکتا ہے۔ یہ خدا کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ کہ اس محدود چیز کو اس نے غیر محدود ترقیات کے لئے چن لیا۔ انسان آنکھ کھولتا ہے۔ تو زمین و آسمان اس کی ذرہ سی پتلی میں سما جاتے ہیں۔ اگر ہم یہ سمجھ لیں۔ کہ قرب الٰہی کے مدارج کہیں جا کر ختم ہو جاتے ہیں۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ آنحضرت کے مدارج وہاں ختم ہو گئے۔ اور اس سے پھر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ دوسرے انبیاء و اولیاء بھی آخر ترقی کرتے کرتے اسی مقام پر پہنچکر سب ان کے برابر ہو جائینگے۔ کیونکہ ہر ایک مومن ترقی کر رہا ہے۔ پس چونکہ خدا تعالے کی غیر محدود ذات ہونے کی وجہ سے اس کے قرب کے مدارج کی بھی کوئی حد بندی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے نہ تو کوئی آنحضرت سے سبقت لے جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی سبقت کر کے آپ کے برابر ہو سکتا ہے باقی قرب الٰہی کی حد بندی تو ایک مومن کے لئے بھی نہیں کی جا سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالے نے تمام انسانوں کے لئے آنحضرت صلعم کو اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ۔ کہ جو شخص بھی اللہ کا قرب چاہتا ہے۔ آنحضرت اس کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔

باوجود لامحدود ترقیات کے آنحضرت صلعم بشر ہیں

اگر آپ کی ہستی بشریت اور انسانیت سے بالاتر ہوتی۔ تو آپ انسانوں کے واسطے اسوہ نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ پھر یہ قیاس مع الفارق ٹھیرتا۔ پس جس قرب کے مقام پر آج آنحضرت صلعم ہیں۔ کسی عالم میں ایک مومن پر بھی یہ وقت آنے والا ہے۔ مگر آنحضرت اس وقت کسی اور ہی بالاتر قرب و عرفان کے مقام پر پہنچے ہوئے ہونگے۔ خدا تعالے فرماتا ہے۔ اما الذین امنوا فزادتھم ایمانًا وھم یستبشرون۔ پس ہر ایک مومن خواہ وہ کسی شان اور مقام کا ہو۔ اس کے ایمان و عرفان کی ترقی کا دائرہ دنیا کی زندگی تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ بعد الموت بھی وہ اتمم لنا نورنا کی دعائیں کرینگے۔ اور ایک درجہ کی تکمیل کے بعد دوسرا پھر تیسرا حاصل کر کے ہمیشہ اپنا نور عرفان بڑھاتے رہینگے پس آنحضرت کا کمال، اس سے ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ آپ کی بشریت سے انکار کر دیا جاوے۔ بلکہ آپ کا کمال اس میں ہے۔ کہ آپ انسانوں میں سے ہو کر سب انسانوں سے ایمان و عرفان میں آگے نکل گئے۔ خدا تعالے بھی فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولًا منھم یتلوا علیھم ایاتہٖ۔ کہ خدا نے امیوں میں رسول بھیجا۔ کسی اور جنس سے نہیں۔ بلکہ انہی امیوں میں سے جس نے اتنی ترقی حاصل کر لی کہ خدا تعالے اس سے باتیں کرتا ہے۔ اور وہ خدا کی باتیں ان کو سناتا ہے۔ اور ان کو پاک کر کے حسب استعداد پاک ذات سے ملاتا ہے۔ ترقی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک دنیوی اور ایک دینی۔ دنیوی بڑی سے بڑی ترقی حکومت و بادشاہت ہے (گو وہ بھی اپنے اندر بہت مدارج رکھتی ہے) اسی طرح دینی ترقی بڑی سے بڑی اس دنیا میں نبوت کے نام سے موسوم ہے (گو نبوت خود اپنے اندر بے انتہا مدارج رکھتی ہے) مگر جس طرح ہم ایک بادشاہ کو ترقی کر جانے کی وجہ سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب وہ انسان اور بشر نہیں رہا۔ اسی طرح ایک نبی کو بھی ہم اسکی ترقی کی وجہ سے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ اب بشر نہیں رہا۔ بشریت کے لحاظ سے ایک بادشاہ اور ایک اس کی رعیت کا معمولی آدمی دونوں برابر ہیں۔ اسی طرح ایک نبی اور ایک امتی کی بشریت میں بھی کچھ فرق نہیں۔ بے شک درجوں میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ نہ رعیت کا آدمی بادشاہ کی برابری کر سکتا ہے نہ امتی نبوت کے مرتبہ پر فائز ہونے کے [illegible] نبی کے

برابر ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص تکبر کی راہ سے آنحضرت کی بشریت کو مانع نبوت و رسالت قرار دے۔ تو وہ بے شک گمراہ ہے۔ جیسا کہ کفار کا قول نقل ہے۔ فقالوا ابشراً منا واحداً نتبعہ انا اذاً لفی ضلالٍ وسعر ء القی الذکر علیہ من بیننا بل ھو کذاب اشر۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ بھلا جو ہم ہی میں سے ایک بشر ہو۔ اس پر خدا کا کلام نازل ہو سکتا ہے۔ یہ تو جھوٹا اور متکبر ہے۔ ہم اس کی پیروی کس طرح کر سکتے ہیں۔ پس یہ تو کفار کا خیال ہے۔ کہ نبی اور رسول بشر نہ ہونا چاہیئے۔ آنحضرت کو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولا۔ کہ تو اعلان کر دے۔ کہ میں اگر کچھ ہوں۔ تو بشر رسول ہوں۔ کفار تو کہتے ہیں۔ او ترقی فی السماء کہ تو آسمان پر چڑھ جائے۔ اور وہاں سے کتاب لائے۔ تو ہم ایمان لاوینگے۔ مگر خدا تعالےٰ آنحضرت سے فرماتا ہے۔ کہ تو کہدے میں بشر رسول ہوں۔ ملک رسول ہونے کا میرا دعویٰ نہیں۔ تاکہ تمہارے کہنے کے مطابق آسمان پر جاؤں۔ اسی لئے آگے آنحضرت کے متعلق فرماتا ہے۔ وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدیٰ الا ان قالوا ابعث اللہ بشراً رسولا قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا۔ کہ آنحضرت کی رسالت سے یہ کہہ کر انہوں نے انکار کر دیا۔ کہ کیا بشر بھی خدا کا رسول ہو سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ ان کے اس اعتراض کا جواب یہ نہیں دیتا۔ کہ آنحضرت بشر نہیں ہیں۔ بلکہ فرماتا ہے۔ کہ اگر دنیا میں فرشتے آباد ہوتے۔ تو پھر ہم کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجدیتے۔ لیکن جب دنیا میں بشر آباد ہیں۔ تو پھر رسول بھی انہی میں سے بشر ہی ہونا چاہیئے۔ آپ کے بشر ہونے کے متعلق تو خدا تعالےٰ نے جا بجا قرآن کریم میں اعلان کیا ہے۔ کیا کہیں یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت بشر نہیں ہیں۔ انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا۔ آنحضرت کی بشریت کا اقرار ان کی گمراہی کا موجب نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ آنحضرت کی رسالت سے انکار ان کی گمراہی کا موجب قرار دیا گیا ہے۔

معراج نبوی کی حقیقت

باقی رہا۔ آنحضرت کا معراج ہمیں خدا تعالےٰ کی قدرتوں پر کامل یقین ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ جس طرح پیر صاحب فرماتے ہیں۔ اس طرح کا معراج آنحضرت کو ہوا بھی یا نہیں۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ میں کہیں آسمان کا ذکر نہیں۔ مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک سیر کا ذکر ہے۔ اور اس سیر میں بھی جسمانی سیر کا ذکر نہیں ہے اگر یہ بات صحیح ہو۔ کہ عبد کا لفظ روح مع جسم پر ہی بولا جاتا ہے تو فوت شدہ لوگوں کے لئے جن کی روح اس جسم سے علیحدہ ہو چکی ہے عباد کا لفظ خدا تعالےٰ قرآن مجید میں استعمال نہ فرماتا یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ کوئی پاک روح جب قبض کی جاتی ہے۔ تو خدا اس کو کہتا ہے۔ کہ آ تو بھی میرے بندوں اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ اور آنحضرت بھی میت پر عبد کا لفظ نہ بولتے۔ بلکہ اسی سورہ کے پانچویں رکوع میں فرماتا ہے۔ وما جعلنا الرؤیا التی ارینٰک۔ جس سے اس سیر کا بھی رؤیا اور کشف کے ذریعے ہونا ثابت ہوتا ہے۔ باقی رہی حدیث سو اس میں تو آنحضرت بلال کو یہ فرماتے ہیں۔ اصبح رسول اللہ صلعم فدعا بلالاً فقال بما سبقتنی الی الجنۃ مادخلت الجنۃ قط الا سمعت خشخشتک امامی الحدیث مشکوٰۃ باب التطوع۔ کہ اے بلال کیا وجہ ہے۔ کہ تو جنت میں ہمیشہ مجھ سے پہلے پہنچتا ہے۔ کیونکہ جب کبھی بھی میں جنت میں داخل ہوا ہوں۔ اپنے آگے آگے تیری جوتیوں کی آواز سنی ہے۔ اگر اس ظاہری جسم کے ساتھ ہی آنحضرت کا معراج تسلیم کیا جائے۔ تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ جب کبھی آنحضرت کو معراج ہوتا تھا۔ حضرت بلال آپ سے بھی پہلے مع جوتیوں کے اس جسم کے ساتھ جنت میں جا پہنچتے تھے۔ حالانکہ حضرت بلال کو خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ پس جس طرح کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ آپ کو معراج رویا کے ذریعے ہوا۔ اس لحاظ سے آنحضرت کا معراج جسمانی بھی مانا جا سکتا ہے۔ کیونکہ انسان جب خواب میں دیکھتا ہے۔ کہ وہ کہیں سے کہیں پہنچ گیا تو ساتھ ہی وہ اپنا ایک جسم بھی دیکھتا ہے

کیا سب سے بڑا درجہ ”مصطفےٰ“ ہے

پیر صاحب نے اپنی تقریر میں روحانی مدارج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ سب سے بڑا درجہ مصطفےٰ ہے اولوالعزم۔ اور رسول اور نبی سب اس کے نیچے ہیں۔ اور آنحضرت مصطفےٰ کے مقام پر ہیں۔ مگر پیر صاحب کی نظر سے شاید یہ آیت نہیں گذری۔ ان اللہ اصطفےٰ آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العلمین۔ اور یا مریم ان اللہ اصطفٰک۔ مصطفےٰ کا درجہ تو اس آیت کے لحاظ سے خاندانوں کے خاندان اور ان کی عورتوں تک نے حاصل کیا ہے۔ آنحضرت کی خصوصیت کیا رہی۔ آنحضرت کا بڑا درجہ جس کو آج تک کوئی نہیں حاصل کر سکا۔ وہ خاتم النبیین ہے۔ آپ صرف نبی نہیں۔ بلکہ آپ کی قوت قدسی نبی تراش ہے۔ نبی اور نبی گر کی شان میں بہت فرق ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ فرمودہ خدا اور رسول سے باہر قدم نہ رکھے۔ اور فضول قصوں اور بیجا تعلیوں سے اسلام کے پاک چہرے کو بدنما نہ بنا دے

مکتوب امام

یہ حضرت خلیفۃ المسیح کے دست مبارک سے لکھے ہوئے خط کی نقل ہے۔ جو حضور نے ایک ایسے خط کے جواب میں تحریر فرمایا۔ جو بعض خوابوں پر مشتمل تھا

(ایڈیٹر)

عزیزہ ہمشیرہ سلمک اللہ تعالےٰ

السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا۔ خواب بعض بے شک متوحش ہیں مگر بعض نہیں ہیں۔ خوابوں میں اس قسم کی پریشانی ہے کہ بجائے الٰہی معلوم ہونیکے بیمار اور تھکے ہوئے دماغ کا نتیجہ معلوم دیتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مبشر رؤیا خدا تعالےٰ کی طرف سے اور منذر رؤیا شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس کا مطلب لوگ نہیں سمجھے۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ اگر زیادہ منذر رؤیا آئیں۔ تو وہ دماغی کمزوری کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ نہ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے۔ لیکن عمدہ رؤیا اگر زیادہ آویں۔ تو وہ بالعموم اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں۔ سوائے اس کے کہ ان میں خواہش کا دخل ہو۔ اور نفسانیت شامل ہو جائے۔ پس آپ جس وقت منذر رؤیا آوے۔ اسی وقت بائیں طرف تھوک دیں۔ اور لاحول پڑھ کر سو جاویں یا اٹھ کر دعا مانگیں۔ علاوہ اس کے سوتے وقت یہ آیت پڑھیں۔ لا تیئسوا من روح اللہ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون (سورہ یوسف) اس کے معنوں پر سوچتے سوچتے سو جایا کریں۔ میں انشاء اللہ دعا کروں گا۔ اور کی بھی ہے۔ آپ بہت فکر نہ کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو نیک اور پاک زندگی عنایت فرمائے۔ آپ اپنے لئے نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کریں۔ اور اپنے خاوند اور اپنی اولاد اور اپنے دیگر متعلقین کے علاوہ اپنی ہم جنس عورتوں کے لئے بھی مفید ثابت ہوں ؎

خاکسار مرزا محمود احمد

اعلان تعلیم و تربیت

قبل ازیں ایک اعلان ہماری طرف سے جاری ہو چکا ہے۔ کہ جس قدر احمدی احباب جو اساتذہ ہیں۔ خواہ وہ کسی جگہ ہی کام کیوں نہ کرتے ہوں۔ اپنی اپنی لیاقت عمر جگہ تعیناتی وغیرہ کوائف سے ہمیں اطلاع دیں۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے۔ کہ ہم سلسلہ کے متعلق ان سے کیا خدمت لے سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت تک صرف پشاور۔ سیالکوٹ دو جگہ سے اطلاع آئی ہے۔ دیگر اساتذہ نے توجہ نہیں کی۔ امید ہے احباب جلد تر توجہ فرما کر اطلاع دینگے۔ نیز احمدی انسپکٹران مدارس بھی اپنے متعلق اطلاع دیں۔

زین العابدین ولی اللہ ناظر تعلیم و تربیت

اعلانات نظارت

لجنہ اماء اللہ اس سے پہلے اخبار الفضل کے ذریعہ سے اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ سکرٹریان تعلیم و تربیت جہاں جہاں تعلیم یافتہ احمدیہ خواتین ہوں۔ وہاں لجنہ اماء اللہ قائم کریں۔ اور ان کے ذریعہ سے احمدی خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں۔ اس بارے میں انہیں تحریری ہدایات بھی فرداً فرداً روانہ کی گئی ہیں۔ تاحال عملی صورت میں انہوں نے کچھ کرکے دکھایا نہیں ہے۔ یہ سلسلہ احمدیہ نے ہماری تہذیب فکری و روحانی کے لئے بہت گراں مایہ سامان پیدا کر دیا ہوا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ اس سرمایہ سے ابھی تک جیسا چاہیئے کام نہیں لیا گیا۔ خواتین کو مفید معلومات بہم پہنچانے کے لئے تہذیب النسواں ہی ایک نہایت مفید رسالہ ہے۔ جو جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے محض خواتین کی خاطر جاری کیا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے باقاعدہ نکلتا ہے۔ احباب اگر اپنے اہل بیت کے حقوق کو کماحقہٗ ادا نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم اسی رسالہ کے ذریعہ سے ان کی علمی کم مائیگی کو دور کریں۔ سالانہ چار پانچ روپیہ کوئی بڑی بات نہیں۔ غیر تو اپنی مستورات پر سینکڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر کسی جماعت میں اتنی بھی ہمت نہیں۔ تو سکرٹری صاحبان اپنی اپنی جگہ لجنہ اماء اللہ قائم کریں۔ اور ان کے باقاعدہ اجتماعات کرائیں۔ اور ان میں سے خواندہ ناخواندہ کے لئے مددگار ہوں۔ ۲۵-۲-۱۰

زین العابدین ولی اللہ ناظر تعلیم و تربیت

مطالبہ صیغہ دعوۃ و تبلیغ تبلیغ احمدیت کے مقدس کام کو دیہات اور شہروں میں باقاعدہ ایک نظام کے ماتحت جاری کرنے کے لئے ۱۹۲۳ء میں جماعت ہائے احمدیہ پنجاب و ہندوستان میں سکرٹری تبلیغ مقرر کئے گئے تھے۔ اور کچھ عرصہ تک ان سے خط و کتابت ہوتی رہی۔ لیکن ۲۴-۱۹۲۳ء میں ہمارے اکثر خطوط کا جواب نہیں ملا۔ جس سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید جماعتوں نے سکرٹری صاحبان کا تغیر و تبدل کر لیا ہے۔ اور اس خیال سے ضروری سمجھا گیا۔ کہ از سر نو سکرٹری مقرر کئے جاویں۔ چنانچہ جلسہ سالانہ گذشتہ کے موقعہ پر یہ تحریک بعض جماعتوں کے ممبروں میں جا کر کی گئی۔ اور ڈیڑھ سو کے قریب جماعتوں کے سکرٹری تبلیغ مقرر کئے گئے۔ لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں میں سکرٹری تبلیغ نہیں ہیں۔ یا اگر ہیں تو ہمیں اطلاع نہیں۔ اس لئے بذریعہ اس اعلان کے تمام جماعتہائے احمدیہ پنجاب۔ صوبہ سرحدی یوپی و سندھ سنٹرل پروونسز و دیگر علاقہائے ہندوستان سے گذارش کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں سکرٹری منتخب کرکے بہت جلد دفتر ناظر دعوت و تبلیغ میں اطلاع دیں۔ اور سکرٹری صاحب کا نام و مفصل پتہ خوشخط لکھ کر ارسال فرماویں۔ تاکہ رجسٹر میں باقاعدہ اندراج کرکے ان سے خط و کتابت کیجا سکے۔ جن جماعتوں کے سکرٹری جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مقرر کئے گئے تھے۔ وہ دوبارہ انتخاب نہ کریں۔ والسلام

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ

تعلیم یتامیٰ کے متعلق ایک ضروری اعلان یتامےٰ کی تعلیم کے انتظام کی خدمت بھی نظارت تعلیم و تربیت کے سپرد کی گئی ہے۔ مگر تاحال اس کے متعلق کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ اور اس کی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ اس وقت جتنے تعلیمی وظائف ہیں۔ اکثر وہ غرباء کو دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی قرضہ حسنہ کے طور پر اور وہ خود بڑی رقم ہے جس کا متحمل بیت المال مشکل سے ہو رہا ہے۔ جماعت میں ایسے یتامیٰ کی تعداد موجود ہے۔ جن کا کوئی بھی وارث نہیں۔ اور دیگر یہ ہے۔ تو وہ غیر احمدی ہیں جیسے دونوں ہمارے نہایت عزیز دوست بابو محمد یوسف صاحب شہادی و شیخ فضل کریم صاحب یکایک رحلت کر گئے۔ اور اپنے پیچھے بچے چھوڑ گئے۔ اور اگر ہم ان کی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہ کریں۔ تو وہ یا یونہی خستہ حال رہ کر برباد ہو جاویں۔ یا وہ غیر احمدیوں کی سی تعلیم و تربیت حاصل کرکے دینی تعلیم و تربیت سے کورے رہیں۔ پسماندگان اب محمد یوسف و فضل کریم کے بچے نہیں۔ بلکہ ہمارے بچے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت کا فرض ہمارا فرض ہے۔ اور ہم خدا تعالےٰ کے حضور جوابدہ ہونگے۔ اگر وہ ہماری غفلت سے ضائع ہو جاویں۔ کیا معلوم کہ کل ہم اپنے بچوں کو اسی طرح لاوارث چھوڑ کر دنیا سے یکایک چل بسیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ موت کب آ دبوچے گی۔ اور خدا تعالےٰ کی غیرت ان یتامیٰ کی خاطر ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرے گی۔ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافاً خافوا علیھم۔ فلیتقوا اللہ چاہیئے۔ کہ خشیت اور خوف سے کام لیں۔ اور خیال کریں۔ کہ اگر وہ اپنی اولاد کو کمزور حالت میں چھوڑ مریں۔ تو ان کے خوف کی کیا حالت ہے۔ اس لئے انہیں غیرت الٰہی کا ذرہ پاس کرنا چاہیئے۔

گذشتہ سال اپریل میں جب نظارت تعلیم و تربیت کا کام میں نے لیا تھا۔ تو اس وقت مجلس شوریٰ میں میں نے یتامیٰ فنڈ کے مضبوط کرنے کے لئے تحریک کی تھی۔ اور پھر گذشتہ ہفتہ میں دوبارہ تحریک کی ہے۔ جس کے متعلق بذریعہ چٹھی ۳۰۰ ناظر صاحب اعلےٰ مجھے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ میں اس کے لئے تحریک کروں۔ اور جو روپیہ خاص یتامیٰ کے لئے بیت المال میں آئیگا وہ بیت المال میں بطور امانت کے مد یتامیٰ میں اسی طرح رکھا جائے گا۔ جس طرح الفضل و ریویو وغیرہ کے متعلق طریق جاری ہے۔ اور بلوں کے ذریعہ سے اس کو برآمد کرانے کا مجاز ہوگا۔ اس لئے میں احباب کے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جس طرح میں نے اللہ تعالےٰ کی توفیق سے ایک سال سے مبلغ پانچ روپیہ ماہوار تعلیمی وظیفہ جاری کیا ہوا ہے۔ اور اب تک بفضلہ تعالےٰ دے رہا ہوں۔ اسی طرح وہ بھی حسب توفیق کچھ نہ کچھ ماہوار رقم بطور وظیفہ مقرر کر دیں۔ جو یتامےٰ کے لئے ان کی ہدایات کے ماتحت خرچ کیا جایا کرے گا۔ نیز اگر اس سے پہلے کسی دوست نے چندہ عام کے ساتھ یا اس میں کوئی حصہ رقم اس غرض کے لئے مخصوص کی ہوئی ہے۔ یا صدقات میں اس غرض کو شامل رکھتا ہو۔ تو وہ نظارت ہذا کو اطلاع دے۔ تا یتامیٰ فنڈ ایک مستقل صورت اختیار کر لیں۔ اس سے پہلے یتامیٰ کے لئے زکوٰۃ سے مہیا کیا جاتا رہا ہے۔ مگر زکوٰۃ فنڈ بہت ہی کمزور حالت میں ہے۔ اور اس کے سامنے اخراجات کا بہت ہی بڑا گراں بار ہے۔ جسے وہ پورا نہیں کر سکتا۔ امیران جماعت و سکرٹریان تعلیم و تربیت سے یہ درخواست ہے۔ کہ وہ اس تحریک کو اپنے اپنے حلقہ اثر میں اٹھائیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی دردمند دل لبیک کہتے ہوئے بے کس یتیموں کی خبر گیری کرے۔ زین العابدین ناظر تعلیم و تربیت

اپنے ہائی سکول کے متعلق مورخہ ۲ مارچ ۱۹۲۵ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سالانہ امتحانات شروع ہونگے۔ زندہ ترقی کرنے والی قوم کا یہ بھی ایک مابہ الامتیاز ہوتا ہے کہ اس کے افراد تعلیم و تربیت کے مضبوط کرنے کے لئے کسی نہ کسی طرح دلچسپی لیتے ہیں۔ مثلاً امتحان کے موقعہ پر خاص خاص مضامین میں اوّل رہنے والوں کے لئے انعام مقرر کرتے ہیں۔ مدرسے کی لائبریری کو مضبوط کرنے کے لئے ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ جسمانی قوت کو بڑھانے کیلئے ٹورنمنٹ میں شریک ہوتے ہیں وعلیٰ ہذا القیاس مختلف طریقوں سے اپنے بچوں کے اندر ترغیب و شوق پیدا کرنے کے ذریعے اختیار کرتے ہیں۔ میں احباب سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ ان امتحانوں کو بارونق بنانے کیلئے اس سال بھی تمہیدی طور پر کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیں گے۔ نیز اس سال ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک گونہ نظام امتحان میں خاطر خواہ تغیر کر دیا ہے۔ اور بعض مضامین کا امتحان ان اساتذہ کے سپرد کیا ہے جنہوں نے انہیں آئندہ سال پڑھانا ہے۔ اور بعض کے سکول سٹاف کے علاوہ احباب کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ یہ امتحان تعلیمی حالت کے جانچنے کے لئے ایک صحیح مابہ الامتیاز ٹھیرے گا۔ وما توفیقنا الا باللہ العظیم۔

زین العابدین ولی اللہ ناظر تعلیم و تربیت

تار کے ذریعہ ستر روپے ایک لاکھ والی تحریک میں ڈاکٹر رشید احمد صاحب رسالپور سے اپنی تنخواہ سے ستر روپے بذریعہ تار منی آرڈر بھجواتے ہیں۔ بارک اللہ فی مالہٗ۔

(ناظر بیت المال)